زبور میں ادبی عناصر

Literary Elements inPsalms (Zaboor)

آصف سلاس

Abstract:

The Bible is a combination of different books that consists of prose and poetry. 'The book of Psalms'(Zaboor) in Old Testament is an example of Poetry. Therefore, 'The book of Psalms'(Zaboor) should not only be considered as some religious text but also as a unique work of poetry and literature.This research article explores some literary aspects of the book of Psalms (Zaboor), delving into its unique structures, themes, and stylistic devices by analyzing some examples from this book. Special attention is given to the use of literary devices such as metaphor, allegory, and symbolism, and how these enhance the text's interpretive layer. The investigation highlights how these literary elements not only enhance the aesthetic experience but also deepen theological and moral messages. The research underscores the distinctiveness and influence of Psalms' (Zaboor) poetry in the broader literary canon.

بائبل کے متن کو علمِ الٰہیات کی روشنی میں دیکھنے کی ایک قدیم روایت ملتی ہے تاہم اس کے متن کو ادب کی روشنی میں دیکھے اور پرکھے جانے کی ضرورت ہے۔ جہاں بائبل میں مستعمل شعری و نثری اصناف کی شناخت ضروری ہے، وہیں اس کے متن کو ادبی تناظر میں زیرِ بحث لانے کی بھی ضرورت ہے، تاکہ اس میں شامل ادبی عناصر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا جا سکے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بہت اہم ہے کہ ادب یا لٹریچر سے ہماری مراد "لکھا ہوا" نہیں بلکہ اس سے مراد ایسی تحریر ہے جو تخیلاتی (Imaginative) بھی ہے اور تخلیقی (Creative) بھی۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں کے بائبل ایک مذہبی کتاب ہے، البتہ اس کے ساتھ ساتھ یہ ادب کا بہترین نمونہ بھی ہے۔ یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ اس ریسرچ آرٹیکل کے لکھے جانے کا قطعی مقصد یہ نہیں کہ بائبل کو مذہبی کتاب کی بجائے محض ادبی صحائف کے طور پر دیکھا جائے، بلکہ یہ کہ اسے ادبی کتاب کے طور پر بھی دیکھا جائے۔ بقول سی۔ ایس۔ لوئس:

> "There is a…. sense in which the Bible, since it is after all literature, cannot properly be read except as

literature; and the different parts of it as the different sorts of literature they are."۔۱

چونکہ یہ ریسرچ آرٹیکل زبور میں ادبی عناصر سے متعلق ہے، جو شاعری پر مبنی کتاب ہے، لہٰذا دیکھتے ہیں کہ شاعری کیا ہے؟:

"Poetry, literature that evokes a concentrated imaginative awareness of experience or a specific emotional response through language chosen and arranged for its meaning, sound, and rhythm. Poetry is a vastsubject, as old as history and older, present wherever religion is present……" ۔۲

شاعری کلامِ موزوں ہے اور اسے قصداً کہا جاتا ہے۔ نیز اس میں کہنے والے کے جذبات و احساسات کو بھی دخل ہوتا ہے۔ یہ خیال، مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر تخلیق کی جاتی ہے۔ کوئی خیال، کوئی مشاہدہ، کوئی تجربہ بشمول حادثات و سانحات جو شاعر کے دل کو مائل کرے اور اس کا بیان وہ شعری صورت میں کر دے ۔ بالفاظِ دیگر شاعری الفاظ کا وہ استعمال ہے جس میں ایک طرف معانی کی وسعت ذہن کو تسخیر کرے تو دوسری جانب نغمگی کی تاثیر دل کو جکڑ لے۔ گویا ایک اچھا شعر بشر کے پورے وجود کا تجربہ ہے۔ موزوں الفاظ میں حقائق کی تصویر کشی کو شاعری کہتے ہیں۔

بائبل مقدس میں شعری اصناف کو خاص برتا گیا ہے۔ کلام کا ایک خاص حصہ شاعری پر مبنی ہے۔ بعض مقامات پر تو اس جزوی طور پر استعمال کیا گیا ہے، جبکہ بعض کتابیں باقاعدہ شاعرانہ کلام پر مبنی ہیں۔ مثلاً زبور، امثال، نوحہ، غزل الغزلات حکمت و شاعری سے متعلق ہیں جبکہ واعظ اور ایوب میں شاعری کے ساتھ ساتھ نثر کا بھی ایسا اہتمام کیا گیا ہے کہ شعری تاثر پیدا ہوتا ہے، دریں اثنا، بائبل کی دیگر کتابوں میں بھی شعری و ادبی اسلوب ملتا ہے، جس سے اس کی ادبی اہمیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

چونکہ ہمارا موضوع زبور میں ادبی عناصر سے متعلق ہے، اس لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ زبور کی کتاب گیتوں، دعاؤں اور مناجات پر مبنی ہے۔ مجموعی طور پر 150 زبور ہیں جنھیں پانچ کتابوں میں یکجا کیا گیا ہے ۔ یہ تمام زبور ایک طویل عرصے کے دوران میں مختلف شاعروں نے لکھے ہیں۔

بنی اسرائیل نے ان گیتوں، دعاؤں اور مناجات کو اکٹھا اور مرتب کیا، وہ انھیں عبادتوں میں بھی شامل کرتے تھے، آخر انھیں نوشتوں میں شامل کر لیا گیا۔ زبور کی شاعری مختلف موضوعات پر مبنی ہے۔ کچھ خدا کی حمد و ثنا اور پرستش و ستائش پر مبنی شاعری کا بہترین نمونہ ہے جبکہ کچھ مدد، حفاظت اور نجات کی دعاؤں سے متعلق ہیں۔ اسی طرح بعض زبور معافی کے لیے التجا کے طور پر لکھے گئے ہیں جبکہ کچھ خدا کی برکتوں کے لیے شکر گزاری اور احسان مندی کے گیت ہیں، دریں اثنا کچھ زبور دشمنوں کو سزا دینے کی درخواستیں ہیں، یہ دعائیں شخصی و ذاتی نوعیت کی بھی ہیں اور قومی و اجتماعی نوعیت کی بھی۔ تاہم تمام زبور شاعری کی بہترین مثال ہیں، زبور نمبر 01 بطور نمونہ ملاحظہ ہو:

"مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا
اور خطاکاروں کی راہ میں کھڑا نہیں ہوتا
اور ٹھٹھا بازوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا
بلکہ خداوند کی شریعت میں اس کی خوشنودی ہے
اور اسی کی شریعت پر دِن رات اس کا دھیان رہتا ہے
وہ اس درخت کی مانند ہو گا
جو پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ہے
جو اپنے وقت پر پھلتا ہے
اور جس کا پتا بھی نہیں مرجھاتا
سو جو کچھ وہ کرے بارور ہو گا
شریر ایسے نہیں
بلکہ وہ بھوسے کی مانند ہیں جسے ہوا اڑا لے جاتی ہے
اِس لئے شریر عدالت میں قائم نہ رہیں گے
نہ خطاکار صادقوں کی جماعت میں
خداوند صادقوں کی راہ جانتا ہے کیونکہ
پر شریروں کی راہ نابود ہو جائے گی"[13]

مندرجہ بالا زبور کی ظاہری ترتیب ہی تشریحی نثر سے مختلف ہے۔ شاعرانہ انداز میں راستباز اور شریر شخص کے درمیان موازنہ پیش کیا گیا ہے۔ پہلی اور دوسری آیت میں خداوند کی شریعت پر دھیان دینے والے کو مبارک کہا گیا ہے۔ تیسری آیت میں ایک خوبصورت تشبیہ بیان کی گئی ہے کہ ایسا شخص اس درخت کی مانند ہے جو پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ہے۔ وہ درخت کہ جو اپنے وقت پر پھلتا ہے اور اس کا پتا بھی نہیں مرجھاتا۔ خدا کا راستباز بندہ بھی بارور ہو گا یعنی اس کی زندگی بھی ہری بھری اور پھلوں سے لدی ہوئی ہو گی، بالکل اس درخت کی طرح کہ جو پانی کی ندیوں کے قریب لگایا گیا ہو۔

تیسری آیت ہی میں مثبت – منفی – مثبت کی ترتیب ہے۔ چوتھی آیت ایک منفی بنت کو مثبت سے مربوط کرتی ہے۔ پانچویں آیت دو منفی، جب کہ چھٹی آیت مثبت اور منفی کا توازن قائم کرتی ہے۔ یہ مثبت و منفی کا ربط شاعری کا حسن ہے۔ شاعری میں اسے صنعتِ تضاد سے موسوم کیا جاتا ہے۔

شعری آہنگ اور تناسب شاعری کا خاص وصف ہے۔ مندرجہ بالا زبور میں بھی ہم شعری آہنگ اور تناسب دیکھ سکتے ہیں۔ یہ شاعری کا اچھوتا تاثر پیدا کرتی ہے۔

شاعری لفظوں سے تصویریں بنانے کا فن ہے۔ زبور 01 میں شاعر ان تمام چیزوں کی مرقع کشی کرتا ہے جنھیں دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔ مجلس، درخت، ندی، بھوسا اور عدالت وغیرہ۔ شعرا عموماً حقیقت کو تجرید پر فوقیت دیتے ہیں اور ایسے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں جو اس عہد کے جملہ موضوعات اور کرداروں کی بہترین عکاسی کر سکیں، مبارک، شریر، راستباز وغیرہ ایسے الفاظ اس کی بہترین مثال ہیں۔

شاعری اشارے کنائے، رمز و علامت اور تشبیہ و استعارات کی زبان ہے۔ مندرجہ بالا زبور میں بھی جملہ علامتوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً لغوی طور پر کوئی راہ ایسی نہیں جسے ''خطاکاروں کی راہ'' سے منسوب کیا جائے اور لوگ وہاں کھڑے رہیں، بلکہ یہ ایک علامت ہے اور اسی طرح ''ٹھٹھابازوں کی مجلس'' کے عنوان سے کوئی مجلس نہیں بلائی جاتی کہ جہاں لوگ جمع ہوں۔

اگر دوسری آیت کو دیکھا جائے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ خدا کا نیک بندہ خدا کی شریعت پر رات اور دن دھیان کرتا ہے۔ اس آیت کی متعدد تشریحات ممکن ہیں، جن میں سے ایک بھی لغوی یا لفظی نہیں، کسی بھی انسان کے لیے طبعی طور پر ممکن نہیں کہ وہ چوبیس گھنٹے خدا کی شریعت پر دھیان کرے، یقیناً شاعر اپنا مقصد بیان کرنے کے لیے ایک انتہائی نکتہ نظر پیش کر رہا ہے جو شعری حسن ہے۔ خدا کا بندہ ہر وقت خدا کے

کلام کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے یا وہ ہر دم خدا کے اختیار میں ہے یا اس سے متاثر ہے، چونکہ راستباز شخص کی خوشنودی خدا کی شریعت میں ہے اسی لیے اسے رات دن اس کا دھیان رہتا ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ شاعری میں لغوی کی بجائے مجازی اور مرادی پر غور کیا جاتا ہے اور اس میں پیش کردہ خیال خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ راستباز شخص کا خدا کی شریعت میں شادمان رہنا اور رات دن اس پر توجہ کرنا، نہ صرف خدا کے آئین کے خوف بلکہ اس سے محبت کی علامت ہے، بقول سی-ایس-لوئس:

> "The man who 'pores upon it' is obeying Joshua's command (Joshua 1:8)
> 'the book of the Law shall not depart out of thy mouth; but thou shalt meditate therein day and night.' This means, among other things, that the Law was a study or, as we should say, a 'subject'; a thing on which there would be commentaries, lectures, examinations. There were. Thus part (religiously, the least important part) of what an ancient Jew meant when he said he 'delighted in the Law' was very like what one of us would mean if he said that somebody 'loved' history, or physics, or archaeology.''[۴]

شعری تخیل شاعر کو تحریک دیتا ہے کہ انسانی زندگی کے مشاہدات و تجربات کے موازنے سے اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے۔ مندرجہ بالا زبور میں موازنہ پیش کیا گیا ہے۔ خدا کی شریعت پر عمل کرنے والے نیک انسان کی مثال اس درخت کی سی ہے جو پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ہو، پانی زندگی کی علامت ہے اور زندگی بخشنے والی ذات ربِ کائنات کی ہے۔ دوسری جانب شریر یا بدکار شخص کو بھوسے سے تعبیر کیا گیا ہے جسے ہوا اڑا لے جاتی ہے، یہ موت کی علامت ہے۔

شاعری لفظوں سے تصویر کشی کا فن ہے، زبور 01 اس کی بہترین مثال ہے۔ شاعر نے زمینی اشیا و محرکات کو استعمال کر کے اپنا مدعا بیان کیا ہے۔ اچھے اور برے کے درمیان شعری موازنہ پیش کیا ہے جس کے لیے استعاراتی و علامتی زبان کا استعمال کیا ہے۔ جسے عام بول چال یا نثر میں عموماً نہیں برتا جاتا۔

زبور 01 کی مخصوص مثال سے ہم چند عمومی اصول طے کر سکتے ہیں جس کا اطلاق بائبل کی دیگر شاعری پر کیا جا سکتا ہے۔ شاعری زبان کے خاص استعمال سے متعلق ہے۔ شاعر زبان کا منفرد استعمال کرتا ہے جسے

عام نثر میں نہیں کیا جاتا، کم از کم اس شدت اور اس مہارت سے تو بالکل نہیں۔ یہاں ایک بات اور اہم ہے کہ زبور کی کتاب (شاعری) میں مستعمل شعری اصطلاحات، علم بیان، صنائع بدائع اور ان کا شعری حسن، آہنگ و توازن سب خیال کی بنت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہاں ہم زبور 23 کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں:

"خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہوگی
وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے
وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے
وہ میری جان کو بحال کرتا ہے
وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی راہوں پر لے چلتا ہے
بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گزر ہو
میں کسی بلا سے نہیں ڈروں گا کیونکہ تو میرے ساتھ ہے
تیرے عصا اور تیری لاٹھی سے مجھے تسلی ہے
تو میرے دُشمنوں کے روبرو میرے آگے دستر خوان بچھاتا ہے
تو نے میرے سر پر تیل ملا ہے
میرا پیالہ لبریز ہوتا ہے
یقیناً بھلائی اور رحمت عُمر بھر میرے ساتھ ساتھ رہیں گی
اور میں ہمیشہ خداوند کے گھر میں سکونت کروں گا"[۵]

زبور 23 ایک خاص ترتیب کے تحت لکھا گیا ہے، جس میں خدا کو بطور عامل (فاعل) پیش کیا گیا ہے اور پھر ایک عمل (کام) اس سے منسوب کیا گیا ہے۔ نظم میں ایک خاص ربط اور ترتیب دکھائی دیتی ہے۔ خدا کے لیے "چوپان" کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے جبکہ بندے کو "بھیڑ" سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہاں چرواہے اور بھیڑ کے مثالی رشتے کی منظر کشی کی گئی ہے۔

شاعری انسانی تخیل، مشاہدے اور تجربے سے متعلق ہے اور اس کی بنیاد عموماً حقیقت پر رکھی جاتی ہے، تاکہ شاعر کے ساتھ ساتھ قاری بھی اس سے نسبت پیدا کر سکے۔ اسی لیے شاعر ان تمام اشیاء اور مناظر کا حوالہ دیتا ہے جسے عام انسان بھی دیکھ چکا ہو، یا کم از کم اتنا جانتا ہو کہ وہ چیز یا منظر حقیقت سے متعلق ہے۔

یقیناً شاعری میں تجریدی خیالات کو بھی برتا جاتا ہے تاہم قاری اس سے وہ نسبت پیدا نہیں کر پاتا، جسے وہ حقیقت پر مبنی شاعری سے کرتا ہے۔

چرواہا، چراگاہیں، چشمے، عصا، لاٹھی، دستر خوان، تیل، پیالہ وغیرہ ایسی اشیا ہے جن کا تعلق حقیقی زندگی سے ہے اور ہر انسان کسی نہ کسی طور ان چیزوں سے متعلق علم رکھتا ہے۔ خدا پروردگار ہے اور اس نظم کا مرکزی خیال بھی یہی ہے، تاہم زبور نویس نے علمِ الٰہیات کی کوئی توجیہہ پیش نہیں کی بلکہ شاعرانہ انداز اپنا کر لفظوں سے تصویر کشی کی ہے۔ ویسٹ منسٹر کانفیشن آف فیتھ نے علمِ الٰہیات کی رو سے "پروردگاری" کی حسبِ ذیل تعریف کی ہے:

> "God the Creator of all things dothuphold, direct, dispose, and govern all creatures, actions, and things, from the greatest even to the least, by His most wise and holy providence" … ۶ے

تاہم زبور 23 کے تناظر میں شاعر خدا کی پروردگاری کے لیے چوپان (چرواہے) کا استعارہ استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک چرواہا اپنی بھیڑوں کی رکھوالی کرتا ہے، اسی طرح خدا بھی اپنے بندے کا محافظ ہے۔ وہ بندے کی تمام ضروریا تپورا کرتا ہے اور جس طرح ایک چرواہا اپنی بھیڑوں کو "ہری ہری چراگاہوں" میں بٹھاتا ہے اور "راحت کے چشموں" کے پاس لے جاتا ہے، اسی طرح خدا اپنے بندے کو تمام نعمتوں سے آسودہ کرتا ہے اور اسی کے وسیلے سے بندے کی جان بحال ہوتی ہے۔

دریں اثناء زبور نویس اس نظم میں مختلف علامات کے ذریعے اپنا نکتہ نظر پیش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اس کا یہ کہنا کہ خدا اسے اپنے نام کی خاطر "صداقت کی راہوں" پر لے چلتا ہے۔ لفظی (لغوی) معنوں میں دیکھا جائے تو دنیا میں ایسی کوئی راہیں نہیں جنھیں "صداقت کی راہوں" سے منسوب کیا جائے، بلکہ یہ خدا کے احکام بجالانے سے متعلق ہے، کیونکہ خدا خود صداقت کا سرچشمہ ہے۔

اسی طرح "موت کے سایہ کی وادی" بھی ایک علامت ہے۔ ایسی کوئی ایک وادی نہیں جسے موت کی وادی کہا جائے اور بقیہ کو "زندگی کی وادی"، دراصل یہ خدا کی محافظت اور شفقت پر دال ہے۔ زبور 94 میں مرقوم ہے:

"اگر خداوند میرا مددگار نہ ہوتا
تو میری جان کب کی عالمِ خاموشی میں جابسی ہوتی

جب میں نے کہا میرا پاؤں پھسل چلا

تو اے خداوند! تیری شفقت نے مجھے سنبھال لیا" ۷

ادب کوزے میں دریا بند کرنے کا فن ہے اور شاعری عام تشریحی و توضیحی نثر سے زیادہ معنی خیز ہے۔ تشریحی و توضیحی نثر میں یہی باتیں کئی صفحات کھا جائیں گی، جسے شاعر نے چند مصرعوں میں بیان کیا ہے۔ یہ عام نثر سے زیادہ معنی خیز، پر کشش، فصیح و بلیغ، ادبی اور خوبصورت ہے۔

اس بات میں تو کوئی دورائے نہیں کہ ادب تجریدی اور مافوق الفطرت عناصر کے برعکس انسانی تجربے سے متعلق ہے۔ ادب حقیقی دنیا سے متعلق معاملات کو زیرِ موضوع لاتا ہے۔ دیگر الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ادب انسانی تجربے کے بارے میں بتانے کی بجائے انسانی تجربے کو موضوع بناتا ہے اور ادب کی یہ خاصیت اسے عام نثری تحریر پر ممتاز کرتی ہے۔ مثلاً ادب اچھائی یا برائی سے متعلق کرداروں اور اشیاء کے سہارے آگے بڑھتا ہے اور انسانی تجربے کی روشنی میں کسی خاص موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔

زبور کی شاعری کی یہ خاصیت ہے کہ اس میں کچھ بھی مکمل طور پر تجریدی یا مافوق الفطرت نہیں ہے بلکہ یہ سب انسانی تجربے سے متعلق ہے۔ مثال کے طور پر زبور 63 کی پہلی آیت ملاحظہ ہو:

"اے خدا! تو میرا خدا ہے

میں دل سے تیرا طالب رہوں گا

خشک اور پیاسی زمین میں جہاں پانی نہیں

میری جان تیری پیاسی اور میرا جسم تیرا مشتاق ہے" ۸

شاعر نے خدا سے دوری کو خشک اور پیاسی زمین سے تعبیر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پانی زندگی کی علامت ہے اور اس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ شاعر نے خشک اور پیاسی زمین کو دیکھ رکھا ہے لہٰذا اس کے نزدیک خدا سے دوری اس خشک اور پیاسی زمین کے مترادف ہے۔ بائبل میں زندگی کے لیے پانی کی علامت دیگر مقامات پر بھی استعمال ہوئی ہے۔ شاعر خدا کی قربت کو پانی (زندگی) سے منسوب کر رہا ہے۔

ادب کا مقصد ایک مکمل تجربہ فراہم کرنا ہے۔ ہم کسی نظم سے کوئی خاص خیال اخذ کر سکتے ہیں تاہم اگر وہ خیال ہمارے ذاتی تجربے سے منتج ہو جائے تو اس فن پارے کی اہمیت میں اضافہ کر دیتا ہے اور یہی ادب کا اعزاز ہے۔ زبور 63 کی مندرجہ بالا آیات میں شاعر نے جو ذاتی تجربہ بیان کیا ہے، اس سے دنیا بھر کے ایماندار اتفاق کر سکتے ہیں کیونکہ تمام ایمانداروں کے نزدیک خدا کی قربت زندگی اور اس سے دوری موت کی علامت

ہے۔ بے شک ادب کی سچائی انسانی تجربے کے ماتحت ہے۔ اگر کسی نظم یا کہانی کا مرکزی خیال براہ راست نثر میں پیش کر دیا جائے تو یقیناً وہ تاثر پیدا نہیں ہو گا جو ادب، بالخصوص شاعری کے وسیلے پیدا ہوتا ہے، زبور کی شاعری اس ضمن میں اپنی مثال آپ ہے۔

حوالہ جات:

1. C.S Lewis, Reflections on the Psalms (New York: Harcourt, Brace and World, 1958), 3.
2. Howard Nemerov, "Poetry | Definition, Types, Terms, Examples, & Facts," Encyclopedia Britannica, August 23, 1998, https://www.britannica.com/art/poetry

3۔ کتابِ مقدس یعنی نیا اور پرانا عہد نامہ، زبور ۱۰ (لاہور، انار کلی، پاکستان بائبل سوسائٹی س۔ن) ص ۵۲۹

4. C.S Lewis, Reflections on the Psalms (New York: Harcourt, Brace and World, 1958), 48.

5۔ کتابِ مقدس یعنی نیا اور پرانا عہد نامہ، زبور ۲۳ (لاہور، انار کلی، پاکستان بائبل سوسائٹی س۔ن) ص ۵۴۰

6. "The Westminster Confession of Faith - Ligonier Ministries," Ligonier Ministries, accessed June 24, 2024, https://www.ligonier.org/learn/articles/westminster-confession-faith.

7۔ کتابِ مقدس یعنی نیا اور پرانا عہد نامہ، زبور ۹۴ (لاہور، انار کلی، پاکستان بائبل سوسائٹی س۔ن) ص ۵۸۴

8۔ کتابِ مقدس یعنی نیا اور پرانا عہد نامہ، زبور ۶۳ (لاہور، انار کلی، پاکستان بائبل سوسائٹی س۔ن) ص ۵۶۲